سوال

مال تجارت میں زکوٰۃ۔

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرح متین اس مسئلہ میں کہ مال تجارت میں زکوٰۃ فرض ہے، یا نہیں؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

مال تجارت میں زکوٰۃ فرض ہے، بدلیل اس آیت کے:
{ اَنۡفِقُوۡا مِنۡ طَیِّبٰتِ مَا کَسَبۡتُمۡ وَ مِمَّاۤ اَخۡرَجۡنَا لَکُمۡ مِّنَ الۡاَرۡضِ... الآیۃ}
واضح ہو کہ کسب میں دستکاری اور بیع وشریٰ داخل ہے، بدلیل روایت احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے رافع بن خدیج سے:
((قَالَ قِیلَ یَا رَسُولَ اللّٰہِ اَیُّ الکسب اَطیبُ قال عملُ الرجل بیدہٖ وکل بیع مبرور)) (رواہ احمد کذا فی المشکوٰۃ)
بنا بریں اس کے امام بخاری نے ایک باب منعقد کیا ہے، زکوٰۃ کسب اور تجارت میں یعنی ان دونوں صورتوں میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے، یعنی جو مال کسب ودستکاری اور بیع وشریٰ سے بقدر نصاب کے حاصل ہو، اس میں زکوٰۃ واجب ہوگی، اس لیے کہ رسول خدا ﷺ نے کسب مطلق میں کسب تجارت کو شامل کیا، اور یہ آیت {اَنۡفِقُوۡا مِنۡ طَیِّبَاتِ مَا کَسَبۡتُمۡ} سے فرضیت زکوٰۃ اظہر من الشمس ہے، اجماعاً تو مکسوبہ تجارت میں بھی زکوٰۃ بلاشبہ واجب ہوگی، اسی واسطے اس پر بھی اجماع منعقد ہوا، منکر اور مخالف اس کا مذاق قرآن مجید اور محاورۂ لسان عرب سے محفوظ ماہر نہ ہوا، ((اَللّٰھُمَّ اغۡفِرۡلَہٗ وارحمہ))

باب صدقة الکسب والتجارة:

لقول اللہ تعالیٰ:
{یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَنۡفِقُوۡا مِنۡ طَیِّبٰتِ مَا کَسَبۡتُمۡ وَ مِمَّاۤ اَخۡرَجۡنَا لَکُمۡ مِّنَ الۡاَرۡضِ ۪ وَ لَا تَیَمَّمُوا الۡخَبِیۡثَ مِنۡہُ تُنۡفِقُوۡنَ وَ لَسۡتُمۡ بِاٰخِذِیۡہِ اِلَّاۤ اَنۡ تُغۡمِضُوۡا فِیۡہِ ؕ وَ اعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ حَمِیۡدٌ انتھی} (البقرة: ۲۶۷)
((ظاہر الآیة یدل علیٰ وجوب الزکوٰة فی کل یکتسبہ الانسان وفید خل فیہ زکوٰة التجارة وزکوٰة الذہب والفضة وزکوٰة النعم لان ذالک مما یوصف بانہ مکتسب کذا فی التفسیر لکبیر وہذہ الآیة سند الاجماع وحجة للجمہور علی داوٗد حیث قال لایجب الزکوٰة الا فی الانعام وعند الجمہور یجب فی العروض والعقار ایضاً اذا کان للتجارة وانما شرطوا نیة التجارة لان النمو شرط لوجوب الزکوٰة بالاجماع ولا نمو فی العرض الا بنیة التجارة وعن ابن عمر لیس فی العروض زکوٰة الا ما کان للتجارة رواہ الدار قطنی... ومما یدل علیٰ وجوب الزکوٰة فی العروض ماروی عن حماسٍ قال مررت علی عمر بن خطاب ولعی عنقی اومتة احملہا فقال الا توذی زکوٰہت ک یا حماس فقال مالی غیر ہذا واُہبة فی القرظ قال تلک مال ضعہا فقضعتہا بین یدیہ فحسبہا قد وجبت الزکوٰة فیہا فاخذ منہا الزکوٰة رواہ الشافعی واحمد

وابن ابی شیبۃ وعبدالرزاق وسعید بن منصور والدار قطنی ص ج ، انتہی مافی التفسیر المظہری للقاضی ثناء اللہ الپانی پتی))

اورشاہ ولی اللہ محدث دہلوی والدماجد شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی ازالۃ الخلفاء میں فرماتے ہیں :

((الشافعی عن ابن عمرو ابن حماس ان اباہ قال مررت بعمر بن الخطاب وعلی عقنی اومتۃ احملہا فقال عمر الاتوذی زکوٰتک یا حماس فقلت یا امیر المؤمنین مالی غیرہذا الذی علی ظہری واہبۃ فی القرظ قال ذلک مال فضع فوضعتہا بین یدیہ فحسبہا فوجدہاقد وجبت فیہا الزکوٰۃ فاخذ منہا الزکوٰۃ انتہی مافی ازالۃ الخلفاء))

یہ روایت حضرت عمر کی اگرچہ لفظاً موقوف ہے ، مگر باعتبار حکم کے مرفوع ہے کیونکہ جس امر میں رائے کو دخل نہیں اس وک صحابی اپنی طرف سے نہیں کہہ سکتا ، جب تک حضرت رسول مقبول ﷺ سے نہ سنا ہو ، جیساکہ اہل حدیث اور فقہ پر مخفی نہیں ، اوراس آیت کریمہ { وَالَّذِينَ فِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَعْلُومٌ ه لِلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ } سے بھی مال تجارت میں فرضیت زکوٰۃ ثابت ہوتی ہے ، کیونکہ فی اموالہم میں تجارت بلاریب شامل ہے ، بدلیل اس آیت کے { لَاتَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً ای اِلَّآ اَنْ تَكُوْنُ الاموال اموال تجارۃ صاورۃ عن تراضٍ منکم } چنانچہ تفسیروں میں مذکورہے ، لہٰذ تفسیر عزیزی میں پہلی آیت کااس طرح ترجمہ کیا گیا ہے ، { وَالَّذِيْنَ فِيْٓ اَمْوَالِهِمْ } یعنی وکسانیکہ درجمیع انواع مالہائے ایشان ازنقد ومحصول زراعت ومال تجارت وبردہ حق معلوم یعنی حقے است مقرر کردہ شدہ ومعین نمودہ کہ آن زکوٰۃ است وصدقۃ فطر انتہیٰ مختصراً

اورماہرین شریعت پرواضح ہے کہ صلوٰۃ حق بدن ہے اورزکوٰہ حق مال ہے ، اورمال تجارت جنس اموال میں بلاریب شامل ہے ، اسی واسطے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مانعین زکوٰۃ سے جہاد کیا جیساکہ صحاح ستہ سے معلوم ہوتا ہے ، اوراکتساب تین وجہ سے حاصل ہوتا ہے ، یا مواشی سائمہ (۱) یا زراعت یا تجارت سے لہٰذا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی حجۃ اللہ بالغہ میں فرماتے ہیں :

(۱) وہ جانور جو باہر جنگل میں چرتے ہیں ۔ ۱۲

((الاموال النامۃ ثلثۃ اصناف الماشیۃ المتناسلۃ السائمۃ والزوع والتجارۃ ولما کان دوران تجارۃ من البلدہ ان النائیۃ وحصاد الزوع وجنی الثمرات فی کل سنۃ وہی مدۃ صالحۃ لمثل ہذہ التقدیرات انتہیٰ کلامہ))

اورسابق معلوم ہوچکاکہ بیع کسب میں داخل ہے بدلیل روایت امام احمد کے رافع بن خدیج سے اور بیع عبارت ہے دوران مال تجارت سے تو نصف قرآن سے زکوٰۃ مال تجارت میں بھی فرض ہوئی ، کیونکہ صیغہ { انفقوا } کا آیت { انفقومن طیبات ما کسبتم } میں واسطے وجوب فرضی کے ہے علی الاطلاق تو فرضیت زکوٰۃ مال تجارت میں قرآن مجید میں ثابت ہوئی حدیث ابوداؤد کی جو بدربارۂ زکوٰۃ مال تجارت کے واد ہے ، اوروہ حدیث یہ ہے :

((عن سمرۃ بن جندب قال کان رسول اللہ ﷺ یامرنا ان نخرج الصدقۃ من الذی نعدہ للبیع)) (رواہ ابوداود ، وانسادہ لین کذافی بلوغ المرام)

سویہ حدیث دلیل مستقل فرضیت زکوٰۃ مال تجارت پرنہیں ہے ، بلکہ وہ دلالت کرتی ہے ، نص آیت { انفقومن طیبات ما کسبتم } اورسند اجماع پراوریہ حدیث سند اجماع کےلیے کافی ہے ، اگرچہ سند اس کی لین وضعیف ہے ، اورفی نفسہٖ قوی نہیں کہ موجب اسکات ہو ، البتہ اجاع سے اس میں قوت آگئی ہے ، چنانچہ تفصیل اور تشریح اس کی بحث اجماع میں مذکور ہے ، ((کمالایخفیٰ علی الماہر باقوال العلماء من المتقدمین والمتاخرین واللہ اعلم بالصواب فاعتبروا یا اولی الالباب))

فتاویٰ علمائے حدیث

جلد 7 ص 64-66

محدث فتویٰ